فتنوں کی کثرت

اور ہماری ذمہ داری

از

فضیلۃ الشیخ **عبد السلام سلفی** حفظہ اللہ

(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

خطبہ جمعہ:

بتاریخ: ۲؍ربیع الاول ۱۴۴۶ھ، مطابق ۶؍اگست ۲۰۲۴ء

بمقام: جامع مسجد اہل حدیث، گھاس بازار، کلیان

اہتمام

الطاف الرحمن بن ابو الکلام سلفی

صُوبائی جمعیت أہلِ حدیث ممبئی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

إن الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاَللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمن سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٠٢]

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: ١]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ٧٠، ٧١]

أما بعد! فَإِنَّ خَيرَ الْحَديثَ كِتَابُ اللَّه، وخَيْرَ الْهَدْى هدْيُ مُحمّد ﷺ، وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدثَاتُهَا وكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ وكلُّ ضلالةٍ في النار.

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم:

﴿وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾ [الأنبياء: ٣٥]

نظام آزمائش اور اس کی مختلف شکلیں:

معزز دینی بھائیو اور اسلامی ماؤں اور بہنو!

اللہ تعالیٰ کا ایک قانون اور سنت ہے جسے اُس نے ہمیں بتایا ہے، اور اس کو ہمیں ذہن نشیں کر لینا چاہیے کہ: ﴿وَنَبۡلُوكُم بِالشَّرِّ وَالۡخَيۡرِ فِتۡنَةً وَإِلَيۡنَا تُرۡجَعُونَ﴾ [الأنبياء: ۳۵]

ہم تمہیں ضرور خیر و شر دونوں پہلوؤں سے آزمائیں گے - یعنی اللہ تعالیٰ ہمیں دونوں طرح کے حالات میں مبتلا کر کے آزماتا ہے، خواہ وہ خیر ہو یا شر - اور یاد رکھو کہ تم سب کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔

معلوم ہوا کہ فتنے شر کے حوالے سے بھی آتے ہیں اور خیر کے حوالے سے بھی آتے ہیں۔

خیر و شر کے ذریعہ آزمائش:

ہم عام طور پر فتنہ صرف اُس چیز کو سمجھتے ہیں جسے ہم اپنے لئے برا سمجھتے ہیں، یا جو ہمیں نقصان دہ نظر آتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسے تم اچھا سمجھتے ہو، وہ بھی تمہارے لیے فتنہ کا ایک پہلو ہے، یعنی فتنہ خیر کا بھی ہوتا ہے اور شر کا بھی۔ مثلاً، بیماری کو ہم شر سمجھتے ہیں اور صحت کو خیر، لیکن دونوں صورتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ حالانکہ ہم عام طور پر بیماری کو ہی فتنہ سمجھتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں صحت اور بیماری، دونوں میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ تمہاری آزمائش کی جا سکے۔

جیسے غربت فتنہ ہے، ویسے مالداری بھی فتنہ ہے۔ ایک غریب آدمی اپنی غربت کو اپنے لیے بہت بڑی مصیبت سمجھتا ہے، اور یقیناً غربت ایک بڑی آزمائش ہے، مگر

اللہ تعالیٰ کے نزدیک غربت کی طرح مالداری بھی ایک آزمائش ہے۔

امن وامان اور بدامنی کے ذریعہ آزمائش:

امن و امان ایک بہت بڑی نعمت ہے،لیکن اللہ تعالیٰ امن و امان کو بھی آزمائش کہتا ہے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ بدامنی اور خوف کے حالات پیدا کرتا ہے، تو وہ بھی ایک آزمائش ہوتی ہے۔

آپ اور بھی مثالیں شامل کر سکتے ہیں کہ: بعض اوقات سیاسی حالات بہت اچھے ہوتے ہیں، اور یہ ایک بڑی نعمت ہوتی ہے، جبکہ دوسری طرف، بعض اوقات سیاسی حالات بہت خوفناک اور خطرناک ہوتے ہیں، اور یہ بھی ایک بڑا فتنہ ہے۔ لہٰذا ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے فتنہ صرف انہی چیزوں کو بنایا ہے، جنہیں ہم برا سمجھتے ہیں، بلکہ وہ چیزیں بھی ہمارے لئے فتنہ ہیں جنہیں ہم اچھا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ دونوں پہلو سے اللہ تعالیٰ بندے کو آزماتا ہے۔

علم کب فتنہ بن جاتا ہے؟

اسی طرح ایک آدمی کے لئے علم بھی بسا اوقات فتنہ بن جاتا ہے، حالانکہ علم ایک بہت بڑی نعمت ہے، پھر علم آخر کیسے فتنہ بن جاتا ہے؟ وہ اس طرح کہ اگر ایک شخص علم حاصل تو کرے، لیکن اُس کے مطابق عمل نہ کرے، اور علم کے مطابق تعلیم نہ دے، تو وہ علم اُس کے لیے فتنہ بن جاتا ہے۔

مال اور اولاد کے ذریعہ آزمائش:

ایسے ہی مال، اولاد اور دنیا کی دیگر نعمتیں بھی انسان کے لیے فتنہ اور آزمائش ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾

[التغابن: ۱۵] تمہارے مال اور تمہاری اولاد بھی تمہارے لیے فتنہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہمارا مال اور ہماری اولاد ہمارے لیے فتنہ اور آزمائش ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے تاکہ دیکھ سکے کہ ہم اسے کس طرح خرچ کرتے ہیں۔ کیا ہم اس مال کو جائز طریقوں پر خرچ کرتے ہیں؟ کیا ہم اس مال کو دین کی سربلندی، اپنے اہل وعیال، رشتہ داروں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتے ہیں، یا ہم اسے حرام کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں؟

اسی طرح مال اور اولاد دونوں اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں، لیکن اگر ہم ان کی محبت میں اللہ کے دین سے دور ہو جائیں، رشتوں کو توڑ دیں، اور حق وانصاف سے منہ موڑ لیں تو یہ نعمتیں ہمارے لیے فتنہ بن جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسی اولاد اور ازواج کو ہمارا دشمن قرار دیا ہے، فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ﴾

[التغابن: ۱۴]

اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہنا۔

آخر اولاد کیسے دشمن ہو سکتی ہے؟

جب اولاد ہمیں دین سے دور کرنے کا سبب بن جائیں، تو یہ اولاد ہماری سب سے بڑی دشمن بن جاتی ہے، دشمن اپنے دشمن کی کبھی بھلائی نہیں چاہتا ہے، وہ ہمیشہ نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے، اور اگر ہماری اولاد ہمیں دین سے دور کرنے کا

سبب بن جائے، تو وہ بھی ہمارے دشمن ہیں، لیکن ہم اس بات کو نہیں سمجھتے۔

مثال کے طور پر، اگر کسی کی اولاد حرام خواہشات کی تکمیل چاہتی ہو، جبکہ دوسری طرف دین کے تقاضے ہوں، اور والدین دین کے تقاضوں کو چھوڑ کر اپنی اولاد کی ناجائز خواہشات پوری کرنے میں مال خرچ کریں تو گویا وہ اس فتنے میں مبتلا ہو کر ناکام ہو گئے۔

آزمائش کا مقصد اور ہماری ذمہ داری:

اصل بات یہ ہے کہ انسان دیکھے کہ وہ ان فتنوں اور آزمائشوں میں اللہ کے دین، ایمان اور عقیدہ کی حفاظت کیسے کرتا ہے؟ اس طرح کی آزمائشوں سے اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کیا تم اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا صحیح استعمال کرتے ہو کہ نہیں کرتے؟ اللہ کی دی ہوئی صحت کا استعمال اللہ کی فرماں برداری اور بندگی میں کرتے ہو یا نہیں کرتے؟ اور اگر اللہ نے غربت یا بیماری میں مبتلا کیا ہے، تو تم مطلوبہ ایمان پر قائم رہتے ہو کہ نہیں رہتے؟

بیماری اور تندرستی کے ذریعہ آزمائش:

بیماری اور تندرستی یہ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہیں۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیں آزمانا چاہتا ہے، اور وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم اپنے عقائد اور اعمال میں کتنے سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کردار، سوچ اور عمل کے ذریعے ہمارے دعوؤں کا ثبوت جمع کرتا ہے۔

ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بیماری اللہ کی طرف سے ہے اور شفا بھی اسی کی جانب سے آتی ہے۔ جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو اللہ ہی ہمیں شفا دیتا ہے، اور یہ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے شفا کے لیے جو جائز اور حلال طریقے بتائے ہیں، اگر ہم ان کو چھوڑ کر حرام طریقوں کی طرف جاتے ہیں تو ہم فتنے میں مبتلا ہو کر امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ اکثر ہم اس حقیقت کو معمولی سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے یہ مسائل غیر اہم نہیں ہیں۔ ہمیں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ تمام حالات، چاہے وہ مصیبت کے ہوں یا آسانی کے، اللہ ہی کی طرف سے ہیں، اور ان میں ہمارے اعمال کا بھی دخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جانچنا چاہتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم اپنے دعوؤں میں کتنے سچے ہیں اور کتنے جھوٹے ہیں؟

یہی وجہ ہے کہ اس نے یہ واضح طور پر فرما دیا ہے کہ: ﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾[العنکبوت:۲]

کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ صرف ایمان لانے کے دعوے کے بعد انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا؟ یقیناً انہیں آزمایا جائے گا۔

آزمائشوں کے ذریعہ دعویٰ داری کی حقیقت عیاں ہوتی ہے:

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم میں سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا لیکن وہ ہمارے عمل سے ہمارا سچ اور جھوٹ واضح کر دینا چاہتا ہے۔ اسی لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے کہ فلاں فلاں جگہوں پر جا کر شفا نہ ڈھونڈنا، تعویذ اور دھاگوں میں شفا مت ڈھونڈھنا، کاہنوں کے پاس جا کر شفا مت طلب کرنا، کیونکہ یہ شفا کی جگہیں نہیں ہیں، بلکہ یہ چیزیں

تمہارے دلوں میں بیماریاں بڑھانے والی ہیں،اور تمہارے عقیدہ کو فاسد کرنے والی ہیں۔لہذا جب یہ دعویٰ ہے کہ شفا دینے والا اللہ ہے،اور شفا کے جائز سورسز اور ذرائع بھی بتائے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حلال اور پاک چیزوں کے ذریعہ شفا ڈھنڈو، حرام ذریعہ سے شفا مت ڈھونڈو،تو اس دعویٰ میں کھرا اترنے کی کوشش کرو،اور یہ سمجھو کہ اس میں ہماری آزمائش ہے۔حلال اور جائز ذرائع بھی دنیا میں موجود ہیں اور حرام ذرائع بھی، اب بندے کی اصل آزمائش یہی ہے کہ وہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق شفا ڈھونڈتا ہے یا اس کے منع کردہ طریقے کو شفا کا ذریعہ بناتا ہے؟

ایک دوسرے کے ذریعہ آزمائش:

دینی بھائیو! ہماری زندگی کے عام حالات مختلف ہیں، آپ کے حالات الگ ہیں، آپ کے بھائی کے حالات الگ ہیں،اور دوسرے افراد کے حالات بھی مختلف ہیں،گو ہم سب مختلف حالات سے گزر رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے یہ حالات، چاہے وہ شر کے ہوں یا خیر کے،یہ ہماری آزمائش اور امتحان کے لیے بنائے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ﴾[الفرقان:٢٠]
اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنادیا۔کیا تم صبر کروگے؟

کتاب وسنت کی پیروی کا دعویٰ اور اس میں ہماری آزمائش:

دینی بھائیو! جب ہم کہتے ہیں کہ ”اللہ ہمارے لیے کافی ہے“ اور ”اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ہمارے لیے کافی ہے“، تو یہ ہمارا دعویٰ بن جاتا ہے۔ہم جب یہ کہتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جب گمراہیاں عام ہو جائے گی، اور یہ گمراہی ایسی ہی پھیل جائے گی جیسے رات کے اندھیرے کا سایہ چھا جاتا ہے، تو اس وقت اندھیروں میں راستہ بھٹک جانے، اور اندھیروں میں قدم پھسلنے کا خطرہ بہت زیادہ ہوتا ہے، اور عمومی طور پر یہی ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں روشنی کہاں سے ملے گی؟ روشنی اللہ کی کتاب اور اس کے دین سے ملے گی، اور ہدایت بھی وہیں سے ملے گی۔

لیکن اگر یہ صرف ہمارے دعوے ہی رہ جائیں، تو پھر یہ کتنا خطرناک ہے، آخر اس صورتحال میں ہمیں کیسے صحیح راہ نصیب ہوگی؟

نبی اکرم ﷺ نے اپنی اس بیماری میں امت کو یہ وصیت فرمائی، جس میں آپ کی وفات ہوئی کہ:

"تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ"۔

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت۔ اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔ [مؤطا امام مالک: ۲۶۱۸، وحسنہ الألبانی]

حالات اور ماحول بدلتے رہتے ہیں اور ایسے حالات اور ماحول میں اگر کوئی اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے روگردانی کرے، تو وہ اپنے دعویٰ کے خلاف چلا جائے گا، اور یقینی طور پر راہِ حق سے بھٹک جائے گا۔

ہر کلمہ گو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ہی ہمیں گمراہی سے بچا سکتی ہیں۔ لیکن کیا ہم اس دعوے کے ساتھ ساتھ کتاب وسنت کا علم حاصل کر کے اس پر عمل بھی کرتے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ: ”إنَّ مِن أشْراطِ السّاعَةِ أنْ يُرْفَعَ العِلْمُ، ويَكْثُرَ الجَهْلُ“۔ علم کم ہو جائے گا، اور جہل پھیل جائے گا۔ اور اسی طرح بے عملی عام ہو جائے گی۔ [صحیح بخاری: ۵۲۳۱، صحیح مسلم: ۲۶۷۱]

آج کل علم موجود ہے، لیکن کیا اس علم کے مطابق عمل پایا جاتا ہے؟ علم کے باوجود عمل نہ کرنے والا، اور علم کے بغیر عمل کرنے والا دونوں ہی فتنہ اور آزمائش کا شکار ہوتے ہیں۔

آج دنیا میں صورتِ حال کتنی خراب ہے! یہ سارے صوتحال فتنوں کا نتیجہ ہیں، اور عام طور پر ہم ان فتنوں اور آزمائشوں میں فیل ہیں۔

خواہشات اور شہوات کا فتنہ:

دینی بھائیو! دنیا میں ایک بہت بڑا فتنہ جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے، وہ خواہشات وشہوات کا فتنہ ہے۔ شہوت کی چیزوں سے محبت، دنیاوی لذتوں کی چاہت اور ان سے حد درجہ لگاؤ انتہائی درجہ کا ہے، اور یہ روز بڑھتا جا رہا ہے۔ اولاد کی محبت، مال کی محبت، دولت کی محبت، اور اپنی محبوب چیزوں سے انسیت اور لگاؤ بڑھتی جا رہی ہے۔ لیکن غور کیجیے کہ ان کی محبت کے مقابلے میں ہمیں اللہ کے دین سے کتنی محبت ہے؟ اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ سے کتنی محبت ہے؟ ہمیں اپنے بڑوں سے، علماء اور ماں باپ سے کتنی محبت ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے یہاں دین سے محبت گھٹتی جا رہی ہے اور دنیاوی شہوتوں اور لذتوں سے محبت بڑھتی جا رہی ہے۔

ہماری ترقی کہاں ہو رہی ہے؟ دنیا کے پیچھے لگ کر ہم کیا حاصل کر رہے ہیں؟ جب

بندہ دنیا کی طلب میں مگن ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے اسے دنیا دے دیتا ہے، جتنا وہ چاہتا ہے۔ لیکن جب بندہ دنیا کے پیچھے پڑ کر دین سے بے فکر اور غافل ہو جاتا ہے، تو سمجھ لیجیے کہ وہ اللہ کی طرف سے دنیا کے فتنے میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو رہا ہے۔ ایسے شخص کو دنیا کے فتنوں نے اپنا شکار بنا لیا ہوتا ہے۔

غربت اور مالداری کے ذریعہ آزمائش:

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم و بلیغ کلام میں یہ فرمایا ہے کہ: ﴿وَنَبۡلُوكُم بِٱلشَّرِّ وَٱلۡخَيۡرِ فِتۡنَةً﴾ [الأنبياء:٣٥]

ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے، کیونکہ اس دنیا میں ہمیں آزمائش کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اور یہ آزمائشیں ہمیں خیر اور شر دونوں پہلوؤں سے گھیرے ہوئے ہیں۔

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، بڑے جلیل القدر اور امیر صحابی تھے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ "إذا فُتِحَتْ علَيْكُم فارِسُ والرُّومُ، أيُّ قَوْمٍ أنتُمْ؟"۔ جب اللہ تعالیٰ تمہیں فارس اور روم کی فتوحات عطا کرے گا اور دنیا کی دولت و حکومت تمہارے قدموں میں ہوگی، تو اس وقت تم کیسے رہو گے؟"

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "نَقُولُ كما أمَرَنا اللَّهُ"۔ یا رسول اللہ! ہم ویسے ہی اللہ کے فرمانبردار رہیں گے جیسے آج ہیں۔ [صحیح مسلم:٢٩٦٢]

یعنی ہمیں دولت ملنے کے بعد بھی اللہ کے احکام کی پابندی کرنی ہے، جیسے ہم غربت میں کرتے رہے ہیں۔ یہی وہ امتحان ہے جس میں ہمیں کامیاب ہونا ہے۔ لہذا غریبی

کی آزمائش میں کامیاب ہونے والاشخص، اگر امیری میں بھی اللہ کے احکام کی پاسداری کرے،تو وہی حقیقی کامیاب ہے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عام طور پرلوگ حلال اورحرام کی پرواہ کیے بغیر دولت اورترقی کی تلاش میں ہرجائز اورناجائز ذریعہ استعمال کرتے ہیں،سود اورغیرسود کی تمیز کیے بغیر دولت کمانے کے لیےسب کچھ کیاجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نےہمیں آزمائش کے لیےحلال اورحرام دونوں ذرائع مہیاکیے ہیں،تاکہ ہماری خواہشات اورتقویٰ کاامتحان لیاجاسکے۔

اللہ کےنیک بندےہمیشہ حلال طریقے اختیارکرتے ہیں،چاہےحرام راستے کتنے ہی پرکشش کیوں نہ ہوں۔

مرد وعورت کی ایک دوسرے کے ذریعہ آزمائش:

اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لیے ان کی بیویاں اورعورتوں کے لیے ان کےشوہر رکھے ہیں،تاکہ عفت اور پاک دامنی کے ذریعےخواہشات پوری ہوں،لیکن اس کے ساتھ ساتھ معاشرے میں زنااور بدکاری کے راستے بھی موجود ہیں۔ یہاں بندے کو چوکنارہنے کی ضرورت ہےکہ وہ حرام راستے کو چھوڑ کرحلال کو اختیارکرے۔جس کاایمان وعقیدہ صحیح اورپختہ ہوتاہےوہ حرام ذرائع سے دوربھاگتاہےاوراللہ کی حلال کردہ نعمتوں پراکتفا کرتاہے۔

جیسا کہ وہ واقعہ جسے ہم کہتے اورسنتے رہتے ہیں کہ ایک صحابی رسول ﷺ (مرثد بن أبي مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ) ایمان لائے،ایمان لانے سے پہلے ان کاکسی عورت سے ناجائزتعلق تھا،ایمان لانے کے بعد،ایک دن اس عورت سے ملاقات ہوئی،تواس

عورت نے پرانے غلط تعلقات کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی ناجائز خواہش کا اظہار کیا کہ "مَرْحَبًا وَأَهْلًا هَلُمَّ فَبِتْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ"۔ مگر دیکھیں، وہ مسلمان نوجوان کیا جواب دیتا ہے، کہتا ہے کہ: "يَا عَنَاقُ حَرَّمَ اللَّهُ الزِّنَا" تجھے معلوم نہیں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں، اور اللہ نے زنا حرام قرار دیا ہے؟

[سنن الترمذی: ۳۱۷۷، سنن أبی داود: ۲۰۵۱، سنن النسائی: ۳۲۲۸، وحسنہ الألبانی]

یعنی جب کوئی شخص اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس کے سامنے اگر حرام ذرائع موجود بھی ہوں، تو وہ انہیں آزمائش سمجھ کر ان سے بچتا ہے، وہ اللہ سے مدد مانگ کر اپنی نفس کی خواہشات پر قابو پاتا ہے اور کہتا ہے کہ "میں مسلمان ہوں، میں ایسی گری حرکت کیسے کر سکتا ہوں؟"

میرے بھائیو! یہ ایک بہت بڑا سبق ہے جو ہمیں اپنی زندگیوں میں اپنانا چاہیے۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے کہ بہت گہرائی میں جانے کی ضرورت پڑے، اور نہ ہی اس کو سمجھنا مشکل ہے۔

فتنوں سے بچاؤ اور اس کی تدابیر:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب فتنے عام ہو جائیں، ہر طرف فتنے ہی فتنے ہوں، تو تم نیکیوں، عبادتوں اور اچھے کاموں کی طرف آگے بڑھو۔ "بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ"۔ [صحیح مسلم: ۱۱۸]

لیکن سوال یہ ہے کہ ان فتنوں میں نیکیوں کی طرف کون بڑھے گا؟ وہی شخص نیکیوں کی طرف بڑھے گا جو دین کے تئیں فکرمند ہو، فتنوں کے ماحول میں بھی نیکی اور خیر کے

کاموں کو اختیار کرنے والا ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فتنے تاریکیوں کی طرح پھیل جائیں گے، جیسے رات کی تاریکی ہر چیز کو ڈھانپ لیتی ہے، ایسے ہی فتنے بھی ہر طرف چھا جائیں گے۔ان فتنوں کی شدت اتنی ہو گی کہ: ”يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيا“.[صحیح مسلم:۱۱۸] صبح کا مسلمان شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کا مسلمان صبح کو کفر میں مبتلا ہو جائے گا۔ایسے خوفناک اور پے در پے فتنے ہوں گے۔

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی کہ: ”بادِرُوا بالأعْمالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ المُظْلِمِ“۔ [صحیح مسلم:۱۱۸] اچھے اعمال کی طرف جلدی کرو۔

یہ مت دیکھو کہ کتنے لوگ چور ہیں، یہ مثالیں مت دو کہ کتنے لوگ سود خور ہیں، کتنے بے ایمان ہیں، کتنے لوگ بے نمازی ہیں، اور کتنے لوگ حق و انصاف سے دور ہیں، ان حوالوں سے خود کو دھوکہ مت دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی بتا دیا کہ فتنے رات کی تاریکی کی طرح پھیلیں گے، لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ان فتنوں کے بیچ میں تم نیکی اور خیر کے کاموں کی طرف آگے بڑھ جاؤ۔

ہمارے معاشرے میں یہ ہوتا ہے کہ ہم برائیوں کی مثالیں دینے لگتے ہیں، کہ فلاں تو ایسے ہیں، فلاں ویسے ہیں، لیکن اللہ کا دین ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کو نہ دیکھو کہ کون کیسا ہے؟ بلکہ خود اپنا جائزہ لو کہ تم کیا کر رہے ہو؟ اسی میں تمہاری کامیابی ہے اور اسی طرح تم فتنوں سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہو۔

وقف بورڈ کے متعلق ترمیمی بل کے ذریعہ آزمائش:

اللہ تعالیٰ ہمیں خیر اور شر دونوں پہلوؤں سے آزماتا ہے، تا کہ ہمارے ایمان کا امتحان لے۔ مثال کے طور پر، آج ہمارے خلاف ملک میں ایک بڑی سیاست چل رہی ہے، یہ شر ہے ہمارے لیے۔ ایسے شر کے حالات میں ہمارے دین کا تقاضا کیا ہے؟ جہاں مشکلات ہیں، دین پر حملے ہیں، ہمارے عقیدے پر حملے ہیں، ہماری کمیونٹی پر ایک طبقہ بے جا الزامات لگا رہا ہے، ہمارے نوجوانوں کو بدنام کیا جا رہا ہے، اور ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہو رہی ہیں، ہمارے بنیادی حقوق کے خلاف کام کیا جا رہا ہے، یہ سب شر کے مظاہر ہیں، اور یہ سب اللہ کی طرف سے ہماری آزمائش ہے، کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا ہے؟

اس وقت ہمارے لیے آزمائش ہے کہ وقف بورڈ کے متعلق ترمیمی بل پاس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، وقف بورڈ جیسے اہم ادارہ کو اپنے مقاصد کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ یہ سب آزمائشیں ہیں، اور ان حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے علماء اور دینی قیادت کی دی گئی ہدایات پر عمل کریں، ہم جذباتی فیصلے نہ کریں اور کوئی ایسا عمل نہ کریں جو ہمارے لیے نقصان دہ ہو۔ جب ہمیں منع کیا جا رہا ہے کہ احتجاج کے راستے پر نہ جائیں، سڑکوں پر نکل کر ہنگامہ آرائی نہ کریں، کیونکہ یہ صورتحال ہمارے حق میں نہیں ہے، تو ہمیں اسی مشورے پر عمل کرنا چاہیے۔ اور اگر ہمارے علماء، قیادت یا تنظیمیں ہمیں یہ کہتی ہیں کہ ہمیں اپنی رائے کو مؤثر انداز میں پیش کرنا چاہیے اور ترمیمی بل کو مسترد کرنے کے لیے مناسب طریقے سے پیغام پہنچانا چاہیے، تو

ہمیں ان کی بات ماننی چاہیے۔

اگر ہم اپنی مرضی اور جذباتیت سے کوئی اور راستہ اختیار کریں گے اور کسی کی بھی آواز کے پیچھے چل پڑیں گے، تو اس کا انجام سوائے نقصان کے کچھ نہیں ہوگا۔

فتنوں سے نجات کے اصول:

دینی بھائیو! اس وقت ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی صوابدید کے بجائے علماء اور جماعتوں کی صوابدید کی روشنی میں چلیں۔ کیوں کہ جب ہم ایسا کریں گے تو فتنوں سے بچیں گے، ورنہ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اگر کوئی آواز اٹھے کہ فلاں میدان میں جمع ہو کر ہنگامہ کرنا ہے، اور آپ کے علماء یا جماعت آپ کو اس سے روکتے ہوں، تو سمجھ لیجئے کہ وہ راستہ امت اور جماعت کے لیے مفید نہیں ہوسکتا۔ فتنوں میں سب سے بہتر رہنمائی وہی کرسکتا ہے جس کے پاس کتاب وسنت کا علم ہے، یعنی وہ جو ہمارے معتبر علماء ہیں۔

اور جو دنیا پرست لوگ ہیں، جنہیں دین کی گہرائی حاصل نہیں، ان کے نعروں اور آوازوں کے پیچھے قطعاً نہ بھاگیں، کیونکہ ان کے پیچھے بھاگنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم نقصان زیادہ اٹھائیں گے، اور پھر بہت بعد میں ہمیں سمجھ میں آئے گا کہ یہ راستہ ہمارے لیے صحیح نہیں تھا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾

[النساء:٥٩]

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور جو تم میں سے صاحب امر اور علماء ہیں ان کی بھی۔

کیونکہ علماء کتاب وسنت کا گہرا علم رکھنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل میں جس طرح بہتر رہنمائی کرسکیں گے، ویسی رہنمائی وہ کبھی نہیں کرسکیں گے جو کتاب وسنت کے ماہر نہیں ہیں۔

علماء کا حکم ماننے کے لیے حاکم بھی پابند ہیں، اور انہیں بھی اپنے ملک میں اللہ کے قانون کو نافذ کرنے کے لیے علماء کے حکم کی پیروی کرنی چاہیے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہمیں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ہم خیر اور شر دونوں پہلوؤں سے آزمائے جائیں گے، اور ہمیں ان آزمائشوں میں کتاب وسنت کی روشنی میں چلنا ہے۔ جب فتنے آئیں، تو ہمیں دیکھنا ہے کہ اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ہمیں کیا رہنمائی دیتی ہے۔ اگر ہم اختلافات یا فتنوں میں مبتلا ہوں، تو علماء کی رہنمائی کے بغیر کامیابی نہیں ملے گی۔

اختلافات اور دھڑے بندیاں بھی آزمائش ہیں:

اختلاف، یہ بھی ایک امتحان ہے، اللہ کی طرف سے۔ ورنہ اللہ تعالی تو فرماتا ہے کہ:

﴿وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ﴾[المائدۃ:۴۸]

اگر منظور مولیٰ ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، لیکن اس کی چاہت ہے کہ جو تمہیں

دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، لہٰذا تم نیکیوں کی طرف جلدی کرو، تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمہیں ہر وہ چیز بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو۔

ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت موجود ہے، اور نبی ﷺ کی سنت سراپا خیر ہے، جبکہ سنت کی مخالفت باعث شر ہے، تو ہمیں سنت اختیار کرکے کامیاب ہو جانا چاہئے، کیونکہ یہاں دنیا میں نبی ﷺ کی سنت کے خلاف کئی ایک طریقے موجود ہیں۔ چنانچہ جب یہ کہا جائے کہ یہ ہمارے نبی ﷺ کی سنت ہے اور ایک آدمی اس کے خلاف کہے کہ نہیں، ہمارے امام کا طریقہ اور مسلک تو فلاں ہے۔ تو آپ بتائیے کہ یہ فتنہ اس کے لیے کتنی بڑی آزمائش بن گیا۔

یہ بات کوئی آج کی بات نہیں ہے، بلکہ سلف کے دور سے ہی جب بھی اس قسم کے فتنے آتے رہے، علما نے صحیح راستہ بتایا، صحیح ہدایت دی اور درست رہنمائی فرمائی۔

چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ مَنْ اسْتَبَانَتْ لَهُ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَدَعَهَا لِقَوْلِ أَحَدٍ مِنْ النَّاسِ“۔

میں نے بڑے بڑے علماء سے ملاقات کی، ان سب کا اس بات پر اجماع پایا کہ نبی ﷺ کی سنت آجانے کے بعد اس کے خلاف چاہے جس کی بھی بات ہو، اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ [إعلام الموقعين عن رب العالمين - ط العلمية: ١/٦]

ذرا بتائیں کہ کیا یہ مسلمانوں کے لیے امتحان نہیں ہے؟ کیا مسلمان اس امتحان میں اکثر ناکام نہیں ہو رہے؟ ایک طرف نبی کی سنت موجود ہے، اور دوسری طرف کسی اور کی بات کی جاتی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

"عليكم بسنتي وسُنَّةِ الخُلَفاءِ الرّاشِدِينَ المَهْدِيِيْنَ مِنْ بَعْدِي، تَمَسَّكُوا بها، وعَضُّوا عليها بالنَّواجِذِ"۔

میری سنت پر عمل کرو اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو، جیسے کوئی شخص اپنی داڑھ کے دانتوں سے کسی چیز کو پکڑتا ہے۔ [سنن أبي داود: ۴۶۰۷، سنن الترمذی: ۲۶۷۶، سنن ابن ماجہ: ۴۲ وصححہ الألبانی]

دیکھیں سلف صالحین نے اپنے من سے تاویلیں کر کے سنت اور نبی کی ہدایت نہیں چھوڑی، بلکہ اختلاف کو آزمائش سمجھا۔

مثال کے طور پر، اللہ کے نبی ﷺ نے اسامہ بن زید کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنایا تھا اور ایک محاذ پر بھیجا تھا۔ جب آپ ﷺ کی بیماری کی خبر آئی، تو وہ لشکر رک گیا۔ وہ لشکر آپ ﷺ کی صحتیابی کے انتظار میں رکا رہا، حتی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اسی لشکر کو اسی محاذ پر بھیج دیا، باوجود اس کے کہ لوگوں نے مختلف حالات کا حوالہ دیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"لَوْ خَطَفَتْنِي الْكِلَابُ وَالذِّئَابُ لَأَنْفَذْتُهُ كَمَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا أَرُدُّ قَضَاءً قَضَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَوْ لَمْ يَبْقَ فِي الْقُرَى غَيْرِي لَأَنْفَذْتُهُ".

[تاریخ الطبری: ۳/ ۲۲۶، الکامل فی التاریخ لابن اثیر: ۲/ ۱۹۵]

یعنی مجھے جرات کیسے ہو سکتی ہے کہ جس لشکر کو اللہ کے نبی نے تیار کر کے بھیجا ہو، اسے میں کسی مصلحت کے نام پر روک دوں؟

اسی طرح دین کے معاملے میں مصلحت کا حوالہ دے کر سنت اور عقیدہ نہیں چھوڑا جاسکتا۔

اَولویات وترجیحات میں ہماری آزمائش:

رفاہی اور رفلاحی کام کے نام پر ہم بہت بیدار ہو جاتے ہیں، لیکن دین اور ایمان کی قیمت پر یہ بیداری نہیں دکھائی دیتی۔ لہذا یہ بھی ہمارے لیے ایک فتنہ ہے کہ ہم رفاہی اور رفلاحی سرگرمیوں کو اصل سمجھتے ہیں اور دین وایمان کی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب تقدیر کے انکار کا مسئلہ بتایا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

"وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ، مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ، حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ"۔

اللہ کی قسم! اگر ان کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ (اسے اللہ کی راہ میں) خرچ کردیں، تو بھی اللہ اسے قبول نہ فرمائے گا، حتی کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئیں۔ [صحیح مسلم:۸]

فتنوں سے نجات کی راہ:

دینی بھائیو! حق کی پہچان اکثریت سے نہیں ہوتی، بلکہ حق کی پہچان دلیل اور علم سے ہوتی ہے۔ اسی لیے ہم سب کو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ تمام فتنے جن کے درمیان ہم جی رہے ہیں، یہ ہماری آزمائش کے لیے ہیں، اور ان فتنوں سے نکلنے کی راہ اللہ کا دین ہے، شریعت کا علم ہے، معتبر علماء کی رہنمائی ہے اور جماعت کے ساتھ مضبوطی سے جڑے رہنا ہے۔ اگر ہم علماء اور جماعت سے الگ ہو جائیں، تو ہماری مثال اس بکری کی طرح ہوگی جو ریوڑ سے الگ ہو جائے اور بھیڑیا اسے اپنا شکار بنالے۔

اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

”عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ “۔

تم جماعت کو لازم پکڑو، ورنہ تم انتشار اور فتنوں میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ [سنن الترمذی: ۲۱۶۵، وصححہ الألبانی وغیرہ]

دعائیہ کلمات:

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے، اور ان فتنوں کے حالات میں ثابت قدمی عطا فرمائے۔ ملت اور ملک کے جتنے مسائل ہیں، اللہ اپنی رحمتِ خاص سے انہیں دور فرمائے، اور ہمیں تقویٰ کی زندگی عطا فرمائے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے مسائل کا حل تقویٰ کی راہ پر ہے۔

اے اللہ! ہمیں تقویٰ کی زندگی عطا فرما، سنت کی پیروی کی توفیق دے، اور ہمارے دلوں میں یہ یقین پیدا کر دے کہ ہماری دنیا اور آخرت کی بھلائی تیرے دین اور نبی ﷺ کی سنت میں ہے۔ جب تک ہم زندہ رہیں، تیری سنت پر عمل پیرا رہیں، اور اسی پر ہمارا خاتمہ ہو۔ آمین

ہماری اہم مطبوعات
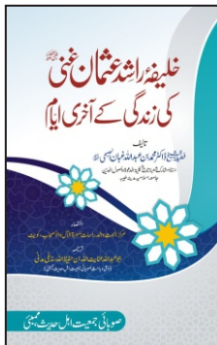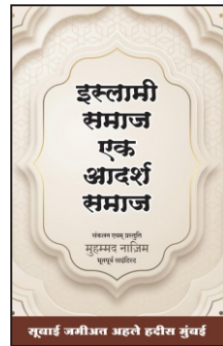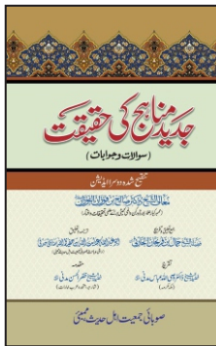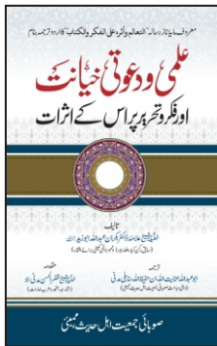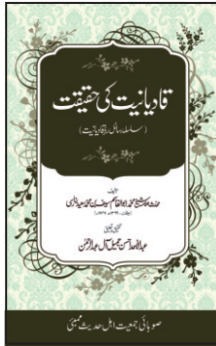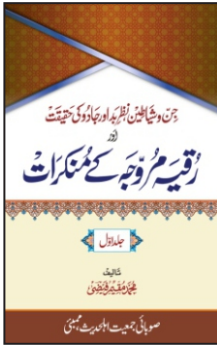
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com

@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.com